راشد شناسی کی چندنئی جہات

محمد ہارون عثمانی*

Abstract:

20th Century Urdu Poetry a genius like N.M.Rashid, who did not sail upon popular legacy of ideas nor chose a very popular genre Ghazal as medium of expression but established him as a school of thought and manifestation of art.In this article efforts and works of a scholar like Dr.Fakhr ul Haq Noori have been introduced with a sense of awe,who is trying to dig out biographical tarits as well as the persian sources of inspiration for Rashid.

ادبی لحاظ سے ۲۰۱۰ء کے سال کو اس لیے اہم قرار دیا جا سکتا ہے کہ اس برس اردو کے دو بڑے ادیبوں کی صد سالہ تقریبات منائی گئیں۔ سال کا آغاز محمد حسین آزاد صدی کی تقریبات سے ہوا۔ سیمینارز منعقد کیے گئے۔ رسائل کے خصوصی شمارے سامنے آئے۔ آزاد کے حوالے سے کتب اشاعت پذیر ہوئیں۔ دوسرا نام اُردو کے رجحان ساز شاعر ن۔م۔راشد کا ہے۔ ۲۰۱۰ء کو راشد صدی کا نام بھی دیا گیا ہے۔ لاہور یونیورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز (لمز) میں سیمینار کا اہتمام کیا گیا۔[۱] جی سی۔ یونیورسٹی لاہور اور اورینٹل کالج بھی پیچھے نہ رہے۔ شعبہ اُردو، اورینٹل کالج کے تحقیقی مجلّے بازیافت کا راشد نمبر چھپا۔[۲] ن م۔ راشد کے اپنی بیگم کے نام خطوط کتابی شکل میں شائع ہوئے۔[۳] راشد پر چند کتب بھی زیورِ طبع سے آراستہ ہوئیں۔[۴]

گویا، راشد شناسی ایک تحریک کی شکل اختیار کر گئی لیکن اُردو میں راشد شناسی کی روایت نئی نہیں ہے۔ اس کا آغاز تو راشد کی شاعری کی خوش بو پھیلنے کے ساتھ ہی ہو گیا تھا لیکن باقاعدہ طور پر ہم حیات اللہ انصاری کی کتاب ن م۔ راشد پر کو راشد شناسی کی خشتِ اوّل قرار دے سکتے ہیں۔[۵] ن م۔ راشد کی پہلی کتاب ماورا کے حوالے سے لکھا گیا یہ تفصیلی مضمون پہلے پہل دلی کی ایک ادبی محفل میں پڑھا گیا۔ اس میں راشد کی شاعری کی تعریف کے ساتھ

---

* ڈپٹی چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی، لائبریری، لاہور۔

ساتھ کچھ معاملات پر گرفت بھی کی گئی تھی۔ راشد کو علم ہوا تو اس نے انگریزی میں ایک سخت قسم کا خط انصاری صاحب کو لکھ دیا۔ جس پر انصاری صاحب نے غصہ میں آ کر مضمون میں سے تعریفی جملے نکال کر مزید اعتراضات اس میں شامل کر دیے اور کتابی شکل میں شائع کروا دیا۔[۶] اس کے بعد راشد کی شاعری پر وقتاً فوقتاً مضامین اور کتب کی اشاعت کا سلسلہ جاری رہا۔ راشد صدی سے قبل شائع ہونے والی چند نمایاں کتب درج ذیل ہیں:

۱۔ مغنی تبسم اور شہریار (مرتبین)، ن۔م۔راشد: شخصیت و فن، نئی دلی: ماڈرن پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۸۱ء

۲۔ جمیل جالبی (مرتب)، ن۔م۔راشد۔ ایک مطالعہ، کراچی: مکتبہ اسلوب، ۱۹۸۶ء

۳۔ آفتاب احمد، ن۔م۔راشد: شاعر اور شخص، لاہور: ماورا، ۱۹۸۹ء

۴۔ تبسم کاشمیری، لا = راشد، لاہور: نگارشات، ۱۹۹۴ء

۵۔ ضیاء الحسن، نئے آدمی کا خواب (ن۔م۔راشد کی شاعری کا تجزیاتی مطالعہ)، لاہور: اظہار سنز، ۲۰۰۲ء

۶۔ عنبرین منیر، ن۔م۔راشد۔ ایک تجزیاتی مطالعہ لاہور: خان بک کمپنی، ۲۰۰۳ء

۷۔ ضیاء الحسن، (پاکستانی ادب کے معمار) ن۔م۔راشد: شخصیت اور فن، اسلام آباد: اکادمی ادبیات، ۲۰۰۸ء

درج ذیل رسائل کے راشد نمبر چھپ چکے ہیں:

۱۔ شعر و حکمت (ن۔م۔راشد نمبر)، حیدر آباد: مکتبہ شعر و حکمت، شمارہ ۳، ۱۹۷۱ء

۲۔ نیا دور (ن۔م۔راشد نمبر)، کراچی: پاکستان کلچرل سوسائٹی، شمارہ ۷۱، ۷۲، سن ندارد[۷]

۳۔ ماہنامہ طلوعِ افکار (ن۔م۔راشد ایڈیشن)، کراچی: جلد ۶، شمارہ ۷۱، نومبر ۱۹۷۵ء

ہندو پاک کی مختلف جامعات میں ن۔م۔راشد پر ایم اے سے لے کر پی ایچ ڈی کی سطح تک مقالے بھی لکھے جا چکے ہیں۔ لیکن مجموعی طور پر راشد شناسی کے حوالے سے صورت حال خاصی مایوس کن ہے۔ ساٹھ ستر برس میں گنتی کی چند کتابیں اور رسائل یہ ظاہر کرتے ہیں کہ راشد سے اردو کا نقاد ناراض رہا ہے۔ وجوہات جو بھی ہوں لیکن راشد جس سطح کا فن کار تھا اس سطح پر اس کی پزیرائی نہیں ہوئی۔ ان ساٹھ ستر برسوں میں جو نمایاں راشد شناس نظر آتے ہیں ان میں حیات اللہ انصاری، ڈاکٹر وزیر آغا، سلیم احمد، وارث علوی، ڈاکٹر آفتاب احمد، شمس الرحمٰن فاروقی، ڈاکٹر تحسین فراقی، ڈاکٹر ضیاء الحسن، ڈاکٹر تبسم کاشمیری، ڈاکٹر خلیل الرحمٰن اعظمی اور چند دوسرے نام شامل ہیں۔ اسی فہرست میں ایک اہم نام پروفیسر ڈاکٹر محمد فخر الحق نوری کا ہے جو اس وقت پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج میں صدر شعبہ اردو ہیں۔ ڈاکٹر نوری کی اہمیت اس لحاظ سے بھی مسلمہ ہے کہ انھوں نے ن۔م۔راشد پر ۱۲۰۰ سے زائد صفحات پر مشتمل مقالہ لکھا اور پنجاب یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری کے سزاوار ٹھہرے۔[۸] راشد صدی کے حوالے سے

ڈاکٹرفخر الحق نوری نے درج ذیل کتب شائقین ادب کی نذر کی ہیں جن کا تعارف وتذکرہ اس وقت مقصود ہے۔

۱۔ میرے بھی ہیں کچھ خواب (بیاض راشد بخط راشد) مع مطبوعہ متن/ترتیب وتعارف ،محمد فخر الحق نوری، لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، جون ۲۰۱۰ء، ۲۰۸ص قیمت: ۔/۲۰۰ روپے۔

۲۔ جدید فارسی شاعری (ن۔م۔راشد کے غیر مدون اردو تراجم) مع فارسی متن/تحقیق وترتیب محمد فخر الحق نوری، لاہور: ماورا، ۲۰۱۰ء، ۲۰۰ص، قیمت: ۔/۲۵۰ روپے۔

۳۔ ن۔م۔ راشد، راشد صدی: منتخب مضامین/مرتبہ محمد فخر الحق نوری اور ضیاء الحسن، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۱۰ء، ۵۵۶ص، قیمت: ۔/۴۷۰ روپے۔

۴۔ مطالعہ راشد (چند نئے زاویے)/ محمد فخر الحق نوری، فیصل آباد: مثال پبلشرز، ۲۰۱۰ء، ۲۶۲ ص، قیمت: ۔/۳۰۰ روپے

﴿۱﴾

میرے بھی ہیں کچھ خواب، ن م راشد کی بیاض کا خطّی نسخہ ہے۔جس کی اشاعت راشد پسندوں کے لیے نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوئی ہے۔۱۹۹۰ء کے عشرے میں ڈاکٹر نوری، ن م۔راشد۔تحقیقی وتنقیدی مطالعہ کے موضوع پر پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھنے میں معروف کار تھے۔راشد کے دوستوں اور عزیز وا قارب سے ملاقاتیں اور خط کتابت بھی جاری تھی۔اس دوران میں ان کا رابطہ لندن میں مقیم راشد کے دیرینہ دوست ساقی فاروقی سے ہوا تو معلوم ہوا کہ ان کے پاس راشد کی ایک قلمی بیاض موجود ہے۔اس بیاض کی عکسی نقل کے حصول کی داستان نوری صاحب نے کتاب کے تعارف میں بیان کی ہے۔حال ہی میں یہ قلمی نسخہ ساقی فاروقی، افتخار عارف کے توسط سے جی سی یونیورسٹی لاہور کی لائبریری کو عطیہ کر چکے ہیں۔

اس بیاض کی اہمیت اس وجہ سے ہے کہ اسے راشد نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔نیز اس میں شامل بعض نظموں کی قبل از طباعت حالت کا مطبوعہ صورت سے تقابل کر کے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ راشد اپنے کلام میں ترمیم وتنسیخ، تخفیف واضافہ اور حک واصلاح کا کس قدر اہتمام کیا کرتے تھے۔

میرے بھی ہیں کچھ خواب کی اشاعت حسن ترتیب کا مظہر ہے۔صفحہ ۷ تا ۳۰ مرتب نے تعارف کے عنوان سے پیش لفظ کے لیے مخصوص کیے ہیں جس میں انھوں نے ان دشواریوں مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے جو انھیں بیاض کے حصول میں درپیش ہوئیں، تفصیل سے بیاض کا تعارف کروایا ہے۔صفحہ ۳۱ تا ۱۲۰ عکس بیاض سے مزین ہیں جبکہ صفحہ ۱۲۱ تا ۱۹۹ بیاض میں موجود نظموں کے مطبوعہ متن دیے گئے ہیں۔آخری چار صفحات میں مرتب کے نام ساقی

فاروقی کے مکتوبات کی عکسی نقول ہیں۔ جن کا ذکر مرتب نے اپنے تعارف میں کیا تھا۔

بیاض چھیاسی (۸۶) صفحات پر مشتمل ہے جبکہ ایک علیحدہ صفحے پر ساقی فاروقی نے نظموں کی فہرست تیار کی ہے۔ بیاض میں راشد کی درج ذیل پچیس (۲۵) نظمیں شامل ہیں:

۱۔	اے عشق ازل گیر وابد تاب	۲۔	صبح، ریت اور آگ
۳۔	اسرافیل کی موت	۴۔	آئینہ حس وخبر سے عاری
۵۔	گداگر	۶۔	اظہار اور رسائی
۷۔	تعارف	۸۔	حرفِ ناگفتہ
۹۔	اندھا جنگل	۱۰۔	حسن کوزہ گر
۱۱۔	زندگی اک پیرہ زن	۱۲۔	زندگی میری سہہ نیم
۱۳۔	ابولہب کی شادی	۱۴۔	ایک شہر
۱۵۔	ریگِ دیروز	۱۶۔	بوئے آدم زاد
۱۷۔	آرزو راہبہ ہے	۱۸۔	تمنا/ تمنا کے تار
۱۹۔	زندگی ڈرتے ہو	۲۰۔	پیدائش۔ دن/ دن/ ہم کہ عشاق نہیں
۲۱۔	آنکھیں کالے غم کی	۲۲۔	اے غزال شب
۲۳۔	وہ حرف تنہا (جسے تمنائے وصل معنا)	۲۴۔	بے پر وبال
۲۵۔	لا = انسان		

ان میں سے دو نظموں حرف ناگفتہ اور زندگی میری سہ نیم کے علاوہ تمام نظمیں راشد کے مجموعے لا = انسان کی زینت ہیں۔ مذکورہ بالا دونوں نظمیں ایران میں اجنبی کی دوسری اشاعت میں شامل ہیں۔ کچھ نظموں کے عنوان تبدیل ہوئے۔ مرتب نے بیاض میں شامل تمام نظموں کے حوالے سے تحقیق کی اور ان کی مطبوعہ شکل کے ساتھ ان کا موازنہ کیا جو مرتب کی ژرف نگاہی کا ثبوت ہے۔ مرتب نے انتہائی مہارت سے متعدد نظموں میں تسوید وطباعت کے درمیان رونما ہونے والی تبدیلیوں کی نشان دہی کر کے راشد کے تخلیقی عمل کو واضح کیا ہے۔ یہ تخلیقی عمل محض ''آمد'' کا محتاج نہیں بلکہ اس میں 'آورد' کی کارفرمائی بھی شامل ہے۔ آمد اور آورد کے امتزاج نے راشد کے فن کو دو آتشہ بنا ڈالا ہے۔ میرے بھی ہی کچھ خواب راشد کے اسی ریاض کو اجاگر کرتی ہے۔

﴿ ۲ ﴾

راشد صدی کے سلسلے میں ڈاکٹر محمد فخر الحق نوری کی مرتبہ دوسری کتاب جدید فارسی شاعری (ن م راشد کے غیر مدوّن اردو تراجم) مع فارسی متن کے عنوان سے سامنے آئی ہے۔کتاب اسی عنوان سے ۱۹۶۹ء اور پھر ۱۹۸۷ء میں چھپی کتابوں کی ترمیم و اضافہ شدہ شکل ہے۔اپنی ملازمت کے آخری چند سال ن م راشد نے تہران میں گزارے۔اس قیام نے فارسی زبان و ادب بالخصوص فارسی شاعری سے ان کی دلچسپی کو دو چند کر دیا۔اولاً انھوں نے جدید فارسی شاعری پر اپنی ایک تقریر کو کتابچے کی شکل دی۔پھر ڈاکٹر جمیل جالبی کی ترغیب پر جدید فارسی شاعری کے تراجم شروع کیے جن میں سے کچھ منتخب تراجم ۱۹۸۷ء میں مجلس ترقی ادب سے شائع ہونے والی نسبتاً مفصل کتاب میں شامل ہوئے۔راشد کا مقالہ تمہید کے عنوان سے کتاب کا حصہ بنا۔کتاب میں بائیس (۲۲) جدید فارسی شعراء پر تنقیدی تبصرے کیے گئے تھے۔جبکہ تراجم والے حصے میں انیس (۱۹) شاعروں کی نظموں کے ترجمے شامل تھے۔ڈاکٹر فخر الحق نوری کی تحقیق اور جستجو نے اس بات کو عیاں کیا ہے کہ فارسی شاعری سے راشد کے عشق نے جنون کی صورت اختیار کی تو ۱۹۷۸ء تک بائیس (۲۲) فارسی شعراء کی اسی (۸۰) سے زائد نظموں کے تراجم کر چکے تھے۔ راشد چاہتے تھے کہ ترجموں کے ساتھ اصل نظمیں بھی شائع کی جائیں لیکن جب مجلس ترقی ادب سے جدید فارسی شاعری کے عنوان سے کتاب چھپی تو انیس (۱۹) شعرا کی ساٹھ (۶۰) نظمیں اور ان کے ترجمے شائع ہوئے۔گویا، اپنی مفصل اشاعت میں بھی جدید فارسی شاعری ادھورے پن کا شکار رہی۔ڈاکٹر نوری نے تلاش بسیار کے بعد چوبیس غیر مدوّن ترجموں کا سراغ لگایا جن میں سے تیئیس (۲۳) کے فارسی متون بھی تلاش کیے گئے۔یوں زیر تذکرہ کتاب وجود میں آئی۔

فاضل مرتب نے اپنی تحقیق و ترتیب کو بھی جدید فارسی شاعری کا عنوان دیا ہے گویا، یہ راشد کی پچھلی کتابوں ہی کا تسلسل ہے۔کتاب تین حصوں میں منقسم ہے۔پہلا حصہ 'مقدمہ' کے عنوان سے قائم کیا گیا ہے۔جو صفحہ ۷ تا ۳۸ کو محیط ہے۔مقدمے میں مرتب نے راشد کی کتاب جدید فارسی شاعری کا تحقیقی جائزہ پیش کیا ہے اور کتاب کے مندرجات سے تعارف کروایا ہے۔دوسرے حصے میں درج ذیل پندرہ (۱۵) جدید فارسی شعرا کی چوبیس نظموں کے تراجم مع تیئیس (۲۳) فارسی متون شامل ہیں، نیما یوشیج، مہدی اخوان ثالث (م۔امید)، احمد شاملو (ا۔بامداد)، اسماعیل شاہرودی، سیاوش کسرائی (کولی)، محمد زہری، سہراب سپہری، نادر نادرپور، نصرت رحمانی، محمود مشرف آزاد (م۔آزاد)، رضا براہنی، محمد حقوقی، اسماعیل خوئی، م۔ع۔سپانلو اور احمد رضا احمدی۔

مرتب کو رضا براہنی کی نظم ''پرندوں کا جنازہ'' کا فارسی متن میسر نہ ہو سکا اور صرف ترجمہ ہی کتاب کی زینت بنا۔

کتاب کے تیسرے حصے 'تنقیدی جائزہ' میں مرتب نے جدید فارسی شاعری اور شاعروں کے بارے میں راشد کے تنقیدی خیالات کے علاوہ فارسی نظموں کے اردو ترجموں کی روشنی میں ان کی ترجمہ نگاری کی نمایاں خصوصیات کا تجزیہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

جدید فارسی شاعری پر راشد کے تنقیدی نظریات کے حوالے سے ڈاکٹر نوری لکھتے ہیں:

> راشد کا موضوع نہ تو ''مشروطیت کی تحریک'' ہے اور نہ ''موج نو'' کی تحریک۔ بنیادی طور پر ان کا موضوع ان دونوں کے درمیانی دور میں فروغ پانے والی ''جدید فارسی شاعری'' ہے۔(ص ۱۶۸)

راشد کے ترجموں پر تنقیدی نظر ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''راشد کے ترجموں کا ایک اور خاص پہلو یہ ہے کہ انھوں نے ترجموں میں اصل نظموں کی روح سمونے کے لیے قریباً ہر جگہ سطر بہ سطر ترجمہ کیا ہے۔ آزاد نظم کا سب سے اہم جواز یہ ہے کہ اس میں مصرعوں کو خیال کی مناسبت سے چھوٹا بڑا کیا جا سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسا کرنے سے تخفیف وایزاد سے بچنے اور اصل متن کے زیادہ سے زیادہ قریب رہنے میں مدد ملتی ہے'' (ص ۱۹۲)

کتاب کے آخر میں مرتب/محقق کی تنقیدی بصیرت جھلکتی ہے۔ راشد کی ترجمہ نگاری کا تجزیہ ذہانت اور ژرف نگاہی سے کیا گیا ہے۔ جس میں ترجمہ نگاری کے لوازمات کو سامنے رکھ کر پرکھ پڑچول کی گئی ہے۔ مجموعی طور پر کتاب راشد پسندوں کے لیے ایک تحفہ ہے۔

﴿ ۳ ﴾

راشد صدی کا غلغلہ مچا تو افراد کے ساتھ ساتھ بہت سے علمی و ادبی اداروں نے بھی راشد پر کتب کو اپنے اشاعتی منصوبوں میں شامل کیا۔ ن م۔ راشد۔ راشد صدی: منتخب مضامین مرتبہ ڈاکٹر محمد فخر الحق نوری اور ڈاکٹر ضیاء الحسن کی اشاعت مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد کے ایک ایسے ہی علمی و ادبی منصوبے کی عملی شکل ہے۔

کتاب چار حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا حصہ 'شخص و عکس' ساقی فاروقی کے مشہور زمانہ شخصی مضمون 'حسن کوزہ گر' سے مزین ہے۔ جس کے ساتھ ساقی فاروقی کے نام ۲۳/اگست ۱۹۷۲ء کے مرقومہ راشد کے ایک خط کا عکس دیا گیا ہے۔ ساقی فاروقی کا یہ مضمون پہلی مرتبہ نیا دور کراچی کے شمارہ ۷۱، ۷۲، ن م راشد نمبر میں شائع ہوا تھا۔ جو اکتوبر ۱۹۷۵ء میں راشد کی وفات کے بعد شائع ہوا تھا۔ ن م۔ راشد کی میت کو جلائے جانے کے واقعہ نے اُردو کے اس بڑے شاعر کو خاصا متنازعہ بنا ڈالا تھا اور شاید یہی وجہ تھی اردو شاعری کے ناقدین راشد کو اپنی توجہ کا مرکز نہ بنا پائے۔ اس واقعہ کے حوالے سے ساقی فاروقی نے تفصیل سے لکھا ہے۔ ڈاکٹر نوری نے اپنے دیباچے میں غالباً

اسی لیے تحفظات کا اظہار کیا ہے۔(۹) لیکن جلائے جانے کی وصیت کا اعتبار ہمیں کرنا ہی پڑے گا۔ کیونکہ راشد کی بیوہ اوران کا بیٹا شہر یار اس کی گواہی دے رہے تھے۔ اگر چہ راشد کی بیٹی یاسمین راشد حسن اس بات سے انکار کرتی ہیں۔

''میں اس بات کو واضح کرنا چاہتی ہوں کہ میرے والد ن م۔ راشد نے کبھی یہ خواہش نہیں کی تھی کہ ان کی میت کو آگ کے سپرد کیا جائے۔''(۱۰)

اس کے باوجود ہمیں ساقی فاروقی کے مضمون میں راشد کی بیوہ شیلا اور بیٹے شہر یار کی گواہی جھٹلانے کے لیے اس سے مستحکم شواہد کی ضرورت بہر حال پڑے گی۔

کتاب کے دوسرے حصے (دیباچہ ومقدمہ) میں ن م۔ راشد کے پہلے مجموعے ماورا اور دوسرے مجموعے ایران میں اجنبی میں شامل ان کے اپنے دیباچے اور بالترتیب کرشن چندر کا لکھا ہوا 'تعارف' اور پطرس بخاری کی لکھی ہوئی 'تمہید' شامل کی گئی ہے۔ راشد کا خود اپنے ساتھ کیا مصاحبہ 'ایک مصاحبہ ن م راشد کے ساتھ' جوان کے تیسرے مجموعے انسان = لا کے مقدمے کے طور پر شائع ہوا بھی شامل کیا گیا ہے۔ راشد کا چوتھا مجموعہ گماں کا ممکن دیباچے کے بغیر اس لیے شائع ہوئی تھی کہ وہ ان کی وفات کے بعد چھپی اور اجل نے انھیں مہلت نہ دی کہ اس کا دیباچہ تحریر کرتے، لیکن اس مجموعے میں شائع شدہ اعجاز بٹالوی کی افتتاحی تحریر کو یہ کہہ کر کہ 'محض ایک تاثراتی تحریر ہے'، زیر تذکرہ کتاب کا حصہ نہ بنانا زیادتی محسوس ہوتی ہے۔

تیسرا حصہ 'نقد ونظر' پر مشتمل ہے۔ اس حصے میں راشد شناسی کی روایت کے خدوخال اجاگر ہوتے ہیں۔ سطور ماقبل میں ذکر ہو چکا ہے کہ راشد کی شاعری پر پہلا باقاعدہ مقالہ حیات اللہ انصاری کا تھا۔ زیر تذکرہ کتاب کے مرتبین نے اس اوّلین مقالے سے لے کر جواب آل غزل کے طور پر ممتاز مفتی کے مضمون 'راشد، انصاری، آپ اور میں' اور پھر عزیز احمد، خلیل الرحمٰن اعظمی، سلیم احمد، ڈاکٹر وزیر آغا، شمس الرحمٰن فاروقی، ڈاکٹر تبسم کاشمیری اور مرتبین، ڈاکٹر فخر الحق نوری اور ڈاکٹر ضیاء الحسن تک ۱۴ ناقدین کے مضامین اکٹھے کر دیے ہیں۔ ان میں بعض تو بہت اہم ہیں۔ خصوصاً حیات اللہ انصاری کا مقالہ اور پھر ان کی تنقید پر تنقید کی صورت میں ممتاز مفتی کا مضمون۔ اہم بات یہ ہے کہ مضامین کے آخر میں اصل ماخذ کا حوالہ بھی دیا گیا ہے۔

'تحلیل وتجزیہ' میں سجاد باقر رضوی، میرا جی اور مغنی تبسم کے راشد کی چند نظموں کے تجزیے پیش کیے گئے ہیں۔ راشد کی شاعری کی تفہیم کے ضمن میں ان نظموں کے تجزیوں سے قاری کی پیاس مزید بھڑکتی ہے۔ اور اس بات کا احساس جاگتا ہے کہ مکمل شرح کلام راشد کی اشد ضرورت ہے۔

﴿۴﴾

راشد صدی کے حوالے سے ڈاکٹر فخر الحق نوری نے چوتھی سوغات کے بطور مطالعہ راشد (چند نئے زاویے) شائقین راشد کی نذر کی ہے۔ کتاب میں ڈاکٹر نوری کے وہ بارہ مضامین شامل ہیں جو ۱۹۹۵ء سے ۲۰۱۰ء کے دوران میں مختلف رسائل میں چھپتے رہے۔ ان میں سے چند ایک ان کے پہلی کتابوں توضیحات، مطالعات اور تعبیرات میں بھی شامل ہو چکے تھے لیکن راشد صدی کے موقع پر نوری صاحب نے ان تمام کو یکجا کر کے کتابی شکل میں پیش کر دیا ہے۔ کتاب میں شامل مضامین راشد کی شخصیت، حیات، شاعری کے ارتقائی سفر، غالب و اقبال شناسی کا احاطہ کرتے ہیں۔

راشد مذہبی انسان نہیں تھے۔ ان کے ہاں مذہب یقین اور بے یقینی کے ہنڈولوں میں جھولتا رہا ہے۔ زندگی بھر وہ تشکیک اور کشمکش کا شکار رہے اور مرنے کے بعد لاش جلانے کی وصیت نے تو گویا، ان کی آزاد خیالی پر مہر ثبت کر دی۔ یہی وجہ تھی کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ایک عرصے تک راشد عمومی طور پر نقادوں کے لیے شجر ممنوعہ رہا اور ایک بڑا شاعر جان بوجھ کر نظر انداز ہوتا رہا، مگر ڈاکٹر نوری کو کریڈٹ جاتا ہے کہ انھوں نے سب سے پہلے راشد کی شخصیت اور فن کو اپنی تحقیق کا موضوع بنایا اور اسی دوران انھیں معلوم ہوا کہ راشد پر کفر و الحاد کے فتوے درست نہیں۔ اسی جستجو میں انھوں نے راشد کی شخصیت کے مذہبی رنگ ڈھونڈ نکالے۔ جو بہت گہرے تو نہیں مگر راشد پر لگے کفر و الحاد کے الزامات کی شدت کو کم ضرور کرتے ہیں۔ کتاب میں شامل پہلا مضمون اسی حوالے سے ہے۔ دوسرا مضمون 'راشد اور خاکسار تحریک' راشد کی زندگی کے سیاسی اور سماجی پہلو کو اجاگر کرتا ہے۔ جوانی میں راشد خاکسار تحریک سے وابستہ رہے۔ مضمون اسی وابستگی کی روداد ہے۔

۱۹۲۶ء تا ۱۹۲۸ء کا دورن م راشد کے تعلیمی سفر کا وہ عرصہ ہے جو انھوں نے گورنمنٹ کالج لائل پور (فیصل آباد) میں، جو اب گورنمنٹ کالج یونیورسٹی بن چکا ہے بطور طالب علم ایف اے کلاس گزارا۔ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات کے مصداق راشد کے ادبی جوہر اسی دوران کھلنے شروع ہو گئے۔ اس عرصے کے دوران میں کالج سے نکلنے والے میگزین بیکن کے چار شماروں میں راشد کے پانچ مضامین چھپے۔ 'راشد اور گورنمنٹ کالج لائل پور (فیصل آباد)' میں ڈاکٹر نوری نے اس حوالے سے راشد کے ادبی سفر کے آغاز کا جائزہ لیا ہے۔

اگلے مضامین میں راشد کی مزاح نگاری، ترجمہ نگاری، غزل گوئی، سانیٹ نگاری، نثری نظم نگاری، شاعری کا ارتقائی سفر اور راشد کی شاعری پر مجموعی تاثرات کے حوالے سے بات کی گئی ہے۔ آخری دو مضامین راشد کی تنقیدی صلاحیتوں کا جائزہ ہے جن میں راشد کی غالب اور اقبال شناسی پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

مجموعی طور پر دیکھا جائے تو کتاب کے عنوان میں شامل ذیلی عنوان (چند نئے زاویے) درست بیان ثابت ہوتا ہے کیونکہ نوری صاحب کے مضامین بطور وحدت راشد شناسی کے نئے زاویے اجاگر کرنے میں کامیاب رہے ہیں۔

﴿۵﴾

پاکستان میں جب بھی راشد شناسی کا ذکر ہوتا تو سب سے پہلا نام ڈاکٹر نوری کا ذہن میں آتا ہے۔اس کی سب سے بڑی وجہ تو یہ ہے کہ ڈاکٹر نوری نے اپنے پی ایچ۔ڈی کے مقالے کا موضوع ن م۔راشد تحقیقی وتنقیدی مطالعہ چنا تھا۔ان کا مقالہ عرصے سے پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے اورئینٹل سیکشن کی زینت بنا ہوا شائقین راشد کی نظروں سے اوجھل ہے۔رواں سال راشد صدی کے طور پر منایا گیا۔ڈاکٹر نوری نے بھی تشنگان علم وادب کو راشد کے حوالے سے چار نئی کتابوں کے تحفے سے نواز۔یہ ان پر قرض تھا لیکن قرض ابھی مکمل ادا نہیں ہوا۔بالخصوص ان کا مقالہ ابھی منت کش طباعت ہے۔ڈاکٹر نوری کو اس طرف توجہ کرنا چاہیے کیونکہ عام قاری کی نظر سے راشد کے فن کے بہت سے زاویے ابھی پوشیدہ ہیں اور یہ اندیشہ ہائے دور دراز بہر حال موجود ہے کہ یہ پوشیدہ زاویے دوسرے محققین بھی ڈھونڈ نکالیں گے اور ڈاکٹر فخر الحق نوری کا کام پیچھے چلا جائے گا۔اسی طرح کلام راشد کی شرح بالخصوص فرہنگ کی تو اشد ضرورت ہے۔دوسری طرف کلیات راشد کی تدوین کسی اعلیٰ پائے کے مدون کی منتظر ہے۔یہ سب کام ڈاکٹر محمد فخر الحق نوری بطریق احسن سرانجام دے سکتے ہیں کیونکہ ان کے کام میں ایک خاص قسم کی ایمانداری ،صفائی اور تشریحی انداز پایا جاتا ہے۔راشد شناسی کے حوالے سے نوری صاحب کسی ابہام کا شکار نہیں ہیں۔ان کے ہاں اپنے موضوع کے حوالے سے اعتماد کی بھی کمی نہیں ہے۔ان کا اسلوب ادبی اور علمی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک خاص قسم کی سلاست اور چاشنی اپنے اندر رکھتا ہے۔ہم امید کرتے ہیں کہ وہ اسی علمیت ادبیت،اعتماد،سلاست اور چاشنی کے ساتھ یہ کام سرانجام دیں گے۔

حواشی و حوالے

۱۔ اس سیمینار کی روداد لمز کے گورمانی مرکز زبان و ادب کے تحت نکلنے والے علمی و تحقیقی مجلّے بنیاد کے خصوصی شمارہ: ن۔م۔راشد ۲۰۱۰ء میں شائع ہوئی۔ جو بنیاد کا پہلا شمارہ بھی ہے۔

۲۔ بازیافت: تحقیقی و تنقیدی مجلّہ، ن۔م۔راشد نمبر، لاہور: شعبہ اُردو، پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج، جنوری تا جون ۲۰۱۰ء

۳۔ نسرین راشد (مرتب)، ن۔م۔راشد کے خطوط: اپنی اہلیہ کے نام، اسلام آباد: اے آر پرنٹر، ۲۰۱۰ء

۴۔ ان میں درج ذیل کتب شامل ہیں:

ا) تحسین فراقی، ڈاکٹر، حسن کوزہ گر، لاہور: شعبہ اُردو پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج، ۲۰۱۰ء

ب) تحسین فراقی ڈاکٹر، اور ضیاء الحسن، ڈاکٹر (مرتبین)، کس دھنک سے مرے رنگ آئے، لاہور: شعبہ اُردو پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج، ۲۰۱۰ء

ج) عنبرین منیر، ورد خاک کا نغمہ خواں: ن۔م۔راشد کی شاعری۔ایک جائزہ، فیصل آباد: مثال پبلشرز، ۲۰۱۰ء

د) فتح محمد ملک، ن۔م۔راشد: سیاست اور شاعری، اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۱۰ء

۵۔ حیات اللہ انصاری، ن۔م۔راشد پر، دلی: انشا پریس پبلشر، ۱۹۴۵ء

۶۔ بحوالہ غلام عباس، راشد۔ چند یادیں مشمولہ نیا دور، ن۔م۔راشد نمبر، کراچی: شمارہ نمبر ۲۷۔ ۷۱، س ن، ص ۶۲۔۶۱

۷۔ یہ شمارہ راشد کی وفات ۹/ اکتوبر ۱۹۷۵ء کے بعد شائع ہوا اور قرائن کے مطابق ۱۹۷۵ء کے اواخر یا ۱۹۷۶ء کے اوائل میں چھپا ہوگا۔

۸۔ نوری، محمد فخر الحق، ن۔م۔راشد: تحقیقی و تنقیدی مطالعہ (مقالہ برائے پی ایچ ڈی اردو) مملوکہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، ۱۹۹۷ء

۹۔ حیرت انگیز طور پر کتاب میں عنوان سے لے کر پیش لفظ، دیباچہ اور فہرست مندرجات تک کے دس صفحات شمار میں نہیں لائے گئے ہیں۔ یہ صفحات بغیر نمبر کے ہیں اور صفحات کا شمار ان کے بعد کیا گیا ہے۔ بحوالہ محمد فخر الحق نوری، ڈاکٹر اور ضیاء الحسن، ڈاکٹر (مرتبین)، ن۔م۔راشد۔ راشد صدی: منتخب مضامین، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۱۰ء

۱۰۔ یاسمین راشد حسن، وضاحت مشمولہ بنیاد: علمی اور تحقیقی مجلّہ۔ خصوصی شمارہ: ن م۔راشد، لاہور: گورمانی مرکز زبان و ادب، لاہور یونیورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز، شمارہ ا، ۲۰۱۰ء، ص ۲۹۷

❀❀❀